Tauseeq, Volume. 4, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v4i1.50

Received: 26-03-2023
Accepted: 27-05-2023
Published: 30-06-2023

# امتیاز علی تاج کے طبع زادڈراموں کا فکری مطالعہ

## An Intellectual Study of Imtiaz Ali Taj'sTabazad Plays

فاطمہ گل*
ڈاکٹر ولی محمد**

**Abstract:**

Syed Imtiaz Ali Taj was a prominent playwright in history of Urdu literature. His Drama Anarkali is considered masterpiece in the history of Urdu Drama.In his Dramas he portraits historical, social and cultural facts in artistic manner.He illustrates the problems of man with humanistic approach.Although the main themes of Anarkali are romantic and historical but in this play he elaborates the different shades of human psyche and traits in socio historical background. In his other several plays he has shed light on the cultural, political and economical aspects of life. In this research paper the researchers have fully explained the intellectual and thematic background of Taj Dramas in full detail.

**Keywords:**Imtiaz Ali Taj, Drama, Anarkali, thiliphatgai, history, culture, mughul era, British imperialism, humanism, Analysis

کہانی انسانی زندگی کے متنوع رنگوں کا فنکارانہ اظہار ہے۔افسانوی ادب میں داستان،ناول اور افسانہ کے علاوہ ڈراما بھی ایک اہم صنف ہے۔جس کی اپنی ایک الگ انفرادیت ہے۔داستان،ناول اور افسانے کی طرح ڈرامے میں بھی کہانی کو مرکزی حیثیت حاصل ہے جس کے ذریعے زندگی کے تجربات اور مسائل کی ترجمانی کی جاتی ہے۔اردو میں ڈرامے کی توانا روایت ہے جس میں متعدداور معتبر ناموں میں سے ایک اہم نام امتیاز علی تاج کاہے۔امتیاز علی تاج کےڈراموں کامخصوص فکری رنگ ہے۔ان کے ڈرامے متعددافکار،خیالات و احساسات کے ترجمان ہیں۔امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں فکری اور موضوعاتی اعتبار سے گہرائی اور وسعت ملتی ہے ۔امتیاز

*پی ایچ ڈی،ریسرچ سکالر،شعبہ اردو جامعہ پشاور۔
**لیکچرار، شعبۂ اردو، جامعہ پشاور۔

علی تاج نے ڈراموں کے تراجم بھی کیے۔لیکن ان کے طبع زاد ڈراموں کو اس حوالے سے اہمیت حاصل ہے کہ وہ ان کی ذہنی پختگی اور تخلیقی صلاحیتوں کا ثبوت ہیں ۔

امتیازعلی تاج کے ہاں فکری تنوع اور فکری وسعت کے ساتھ ساتھ ایک مخصوص رنگ کا انداز ،مکالمے اور کردار موجود ہیں جو ان کے ڈراموں کے مناظر کو سجاتے اور سنوارتےہیں۔ان کے ڈرامے متعدد مو ضوعات کے حامل ہیں۔جن میں بہت سے فکری ،سماجی اور تاریخی موضوعات ملتے ہیں ۔

امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں غالب موضوع رومانویت ہے ۔ رومانوی ادیب کی خوبی ہوتی ہے کہ وہ احساسات و جذبات کے ذریعے حقیقت تک رسائی کرتا ہےاور دنیا کو اپنے جذبے کے تحت سانچے میں ڈھالتا ہے اور غیر معمولی کرب کو اپنے سینے سے لگالیتا ہے۔ڈاکٹر جمیل جالبی کے بقول رومانوی ادیب آزادی ، جذبات اور عوام پسندی کو اپنی فکر کا مرکز بناتا ہے ۔ [1]

رومانوی ادیب کی تخلیقات میں عشق و محبت اور جذبات کی انتہائی شدت ہوتی ہے۔ ڈراما انارکلی میں بھی امتیاز علی تاج نے نہ صرف تاریخی رومانوی قصے کا انتخاب کیا ہے بلکہ اسے رومانویت کے دلکش رنگوں کے ساتھ پیش کرنے کی بھی کوشش کی ہے۔ڈرامے کا کردار سلیم جب اپنی محبت کی کیفیت بیان کرتا ہے تو رومان کی ایک طلسمی دنیا آباد ہوجاتی ہے۔ انارکلی اس سے باغ میں ملتی ہے تو وہ اپنے جذبات کا اظہار کرکے انارکلی سے کہتاہے۔

> ''تم نہیں جانتی اور میں خود بھی نہیں جانتاکہ تم نے کیا کردیا۔تم نے میری آسائشوں اور راحتوں کو اپنی ہستی میں سمیٹ لیااور میری کائنات کا رس چوس لیا۔'' [2]

امتیاز علی تاج کا ڈراما کمرہ نمبر ۵میں بھی ہمیں جگہ جگہ رومانوی حوالے ملتے ہیں ۔ اس ڈرامےمیں ایک پاگل استانی اپنے کھوئے ہوئے عاشق کو یاد کرکے جذباتی اعتبار سے رنگین فضا پیدا کرتی ہے جس میں رومانیت زیریں لہر کی صورت دکھائی دیتی ہے۔وہ کہتی ہے۔''اے نجد کے راہ رو !تھم جا اور آجا کہ اپنے مجنون کے نام پیغام بھیجنے کے لئے تجھے لیلیٰ پکار رہی ہے ۔''[3]

رومانوی فن کار جذبات کی فراوانی ،فطرت پرستی ،قرون وسطی سے دلچسپی ،خوابوں جیسے ماورائی دنیا کی تعمیر،پراسرارامور،تصوف اور آزادی میں دلچسپی رکھتا ہے ۔زمانہ حال سے غیر مطمئن ہوتا ہےاور اس کا جھکاؤ ماضی کی طرف ہوتا

ہے۔ تخیل پرستی کی بنیاد پر وہ نئی دنیا کو آباد کرتا ہے ۔ڈراما انارکلی میں بھی امتیاز علی تاج کرداروں کی زبانی سماجی گھٹن کے سامنے فرد کی آزادی کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔اس ڈرامے کا مرکزی کردار انارکلی اپنی بہن ثریا سے کہتی ہے۔

> ''میں اس محل میں گھٹی جارہی ہوں ثریا۔کاش میں آزاد ہوتی۔ایک کشتی میں بیٹھ کراسے راوی کے چپ چاپ لہروں پر چھوڑ دیتی ۔اور چاندنی رات میں خوشبوؤں اور بانسریوں کی آوازوں کے درمیان میری کشتی چلی جاتی اور اُفق سے جاکر ٹکراتی۔یاپھر میں ایک رتھ پر سوارہوتی اور دو گھوڑے شعلوں کی زبان کی طرح بے تاب اسے کھینچ رہے ہوتے۔یوں جیسے میں ہواپر بجلی کی طرح جارہی ہوں اور مضبوط بازوؤں نے مجھے جکڑ رکھا ہوتا۔'' 4

اس ڈرامےمیں تاریخی موضوعات بھی فراوانی کے ساتھ ملتے ہیں۔تاریخ کےتقاضےسچائی بیان کرنا،عہدگزشتہ کوازسرنودریافت کرنا،حالات اور واقعات کو پرکھنااور ان پر تنقید کرنا ایسے فکری رجحانات ہیں جو انارکلی میں آسانی کے ساتھ مل جاتے ہیں۔ ادیب جب تاریخ لکھتا ہے تو وہ وہی لکھتا ہے جو ایک عام انسان پر گزر رہاہوتا ہے ۔تاریخی موضوعات کے حامل ڈراموں میں کسی عہد کے بادشاہوں ،محل سراؤں اور بسے بسائے شہروں کے وسط میں قائم بلند و بالا محلات کا ذکر ملتا ہے جہاں پر ایک جلالی بادشاہ براجمان ہوتا ہے اور محل سرا میں سارےنچلےطبقےکےلوگ بادشاہ کی مدح سرائی میں مشغول ہوتے ہیں۔تعمیرات،محلات ،بلند و بالا مینار اور عبادت گاہوں کو بھی اس پیرائے میں پوری وضاحت کے ساتھ پیش کیا جاتاہے۔ماضی پرستی،طبقاتی کشمکش،عقائد و تعصبات،سیاسی ضروریات اور ثقافتی پسماندگی کو اس طرح بے نقاب کیا جاتا ہے کہ آنے والی نسلیں تاریخی حقائق کو من و عن پہچاننے کی اہل بن جاتی ہیں ۔ امتیاز علی تاج نے ان تاریخی حقائق کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ڈراما انارکلی لکھا ۔

ناقدین ادب نے اس ڈرامے پر تنقیدکی ہے اور یہ حقیقت سامنے آئی ہے کہ اس ڈرامے کا تعلق تاریخی حقائق پر مبنی نہیں ہے اور یہ ایک روایتی کہانی ہے۔لیکن ادب کے معاملے میں ایسا سمجھنا یقیناً زیادتی ہوگی ۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ بذاتِ خود تاریخ میں بھی سوفیصد سچائیوں کی تلاش ناممکن ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ مورخ کو بعض مقامات پر ادب کے ہاتھ بیعت کرنی پڑتی ہے ۔ بقول خلیل الرب:

''تاریخ کو کبھی کبھی فرضی اور غیر حقیقی واقعات کا مجموعہ بھی کہا گیا ہے۔''[5]

ڈراما انارکلی میں ہندوستان کی مغل ثقافت کی تاریخ بیان ہوئی ہے اور عہد گزشتہ کو ازسر ِنو دریافت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس میں ہمیں تاریخی حوالے ملتے ہیں۔تاریخ کی بازگوئی کی صورت میں امتیاز علی تاج نے اپنے شعور اور اپنے مشاہدا ت کو اپنے ڈراموں کا حصہ بنایا۔

ڈراما انارکلی میں ہندوستان کی مغل تاریخ بیان ہوئی ہے ۔یہ ایک بدیہی حقیقت ہے کہ مؤرخ تاریخی حقائق کو ماضی کے آئینے میں تلاش کرتا ہے اور محض تاریخ کے سیاسی واقعات کو قلم بند کرتا ہے جبکہ ڈراما نگار اس پورے ماحول کی عکاسی اور ایک عہد کی باز آفرینی کا فریضہ سرانجام دیتا ہے ۔ڈراما نگار تخیل اور تاریخیت میں توازن برقرا رکھتا ہے ۔تاریخ اگر انسان کے معاشرتی اور تمدنی ارتقاءکو پیش کرتی ہے تو ڈراما بھی معاشرتی ،تمدنی ،سیاسی اور تہذیبی زندگی کی عکاسی کرتا ہے،اسی لیے ڈراما نگار ماضی کی تاریخ کےدھندلےنقوش واضح کرکے عہد موجود کی پژمردگی کو نئی زندگی دینے کی کوشش کرتا ہے اور اس مقام پر اس کا تاریخی شعور تخلیقی رنگوں کے ساتھ رو بہ عمل آتا ہے۔بقول ڈاکٹر سلیم ملک:

''انارکلی مغربی سیاحوں کی وضع کردہ ایک لوک کہانی ہے جس کو لاہور کے تاریخ دانوں نے سچا واقعہ سمجھا اور ادیبوں نے اس کو افسانہ بنایا اور امتیاز علی تاج نے اسے مغل ثقافت کے پس منظر میں رکھااوراس میں امکانی سچائی پیدا کی اور تخلیق کمال پر پہنچ گیا ۔''[6]

انارکلی کا قصہ یورپی سیاحوں کا وضع کردہ ہےاور عام لوگوں نے لوک کہانی بنادیا۔ میاں اختر نے اس موضوع پر افسانہ لکھا اور محمدالدین فوق نے ناول تحریر کیا ۔ان تخلیقات سے امتیازعلی تاج نے کہیں کہیں استفادہ کرکے ڈراما انارکلی لکھا۔ امتیاز علی تاج کے مطابق :

'' ڈراماانارکلی کا تعلق محض روایات سے ہے جس کی کہانی وہ بچپن سے سنتے چلے آرہے تھے۔ حسن اور عشق اور نامرادی کا جو ڈراما

میرے تخیل نے مغلیہ حرم کی شان وشوکت و تجمل میں دیکھا، انارکلی اس کا اظہار ہے۔''[7]

فنون لطیفہ کی ترقی کے لحاظ سے ہندوستان میں مغلوں کا دور نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔اس کے باقاعدہ نشانات اکبر کے دور میں ملتے ہیں ۔انہوں نے اپنے دور سے تعلق رکھنے والے ہر فن کے ماہرین کی سر پرستی کی او رانہیں اکرامات اور اعزازات سے نوازا۔ان ماہرین میں اہل قلم ،شاعر ،مصور ،موسیقار اور معمار بھی تھے ۔فتح پور سیکری کی عمارات آج بھی اکبر کے جاہ و جلال اور اس کے تنوع فکر پر شاہد ہیں۔امتیاز علی تاج نے تمثیل نگاری کے لیے اسی تاریخی ماحول کو منتخب کیا اور اکبر کے دور کی شان وشوکت اور رنگارنگی کو ایسے جادوئی انداز سے پیش کیا کہ جس سے ان کے اندر چھپا ہوا فن کاران کے ڈراموں میں نظر آنے لگا ۔

امتیاز علی تاج نے انارکلی میں محل سراؤں کے اندر ہونے والے ظلم وستم ، عیاشیوں اور روزمرہ گزرنے والی زندگی کو اس کی پوری سچائی کے ساتھ اس تاریخی ڈرامے میں منعکس کیا ۔ محل میں مختلف نسلوں کی عورتیں اپنے منصب اور مخصوص فرائض انجام دیتی تھیں جن میں کچھ بادشاہ کی جی حضوری اور کچھ اس کی بیوی اور بیٹیوں کی جی حضوری میں مصروف عمل رہتی تھیں ۔بادشاہ اور بیگمات اور اس کی بیٹیوں کی تفریح طبع کے لیے رقصاؤں اور طوائفوں کو طلب کیا جاتا تھا اور ان طوائفوں کو مختلف خطابات سے نوازا جاتاتھا۔جیسا کہ انارکلی میں نادرہ بیگم کو اکبر اعظم نے انارکلی کا خطاب دیا ۔

امتیاز علی تاج کے ڈراموں کا فکری اعتبار سے ایک اور غالب حوالہ تہذیبی اور تمدنی رنگوں کی موجودگی ہے۔ معاشرے کےحساس فرد ہونے کے ناطے ڈراما نگار کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ کرداروں کے ذریعے وہی چیزیں دکھائے جس کی معاشرے کو ضرورت ہو تاکہ اس سے پھر لوگوں کی اصلاح ممکن ہوسکے۔ ان اصلاحی ڈرامونمیں قارئین،ناظرین اور سامعین کو اپنائیت اور اپنی ثقافت نظر آئے اور پھر مختلف ثقافتیں،رسم ورواج ،ملک میں ثقافتی و تہذیبی کلچر کو ڈراموں میں اس طرح متعارف کرایا جائے کہ جس سے بڑے اور چھوٹے تہذیب سیکھ سکیں۔ڈرامے میں کرداروں کے ذریعے تہذیب و ثقافت پیش کرنے سے ڈراما کامیابی کے زینے طے کرتا ہے ۔امتیاز علی تاج نے ہر کردار کو اس طرح پیش کیا کہ وہ اپنی تعلیم،نفسیات،ماحول،سماج اور تہذیب و ثقافت کو اپنے ساتھ لیے ہوتا ہے ۔بقول ابراہیم یوسف :

'' اگر ڈرامے میں قومی خصوصیت کلچر ،زبان اور مکان کا لحاظ نہ رکھا جائے تو ڈرامامحض بے کار ہوگا۔''[8]

ہر ادیب خواہ وہ کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتا ہو اس کی تخلیق میں مقامی رنگ کی جھلک نظر آئے گی ۔ امتیاز علی تاج کے ڈراموں میں بھی ہندوستانی رنگ نمایاں ہے ۔

مغل اعظم جلال الدین محمد اکبر کا دور حکومت جس نے ہندوستانی تاریخ کو نمایاں طور پر متاثر کیااورجسے ہندوستانی تاریخ کا سنہرادور سمجھاجاتا ہے ،یہ دور اپنی شان اور شوکت اور تہذیب و ثقافت کے اعتبار سے غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔امتیاز علی تاج نے اس دور کے ثقافت اور دربار کی شان وشوکت اور مغل حکمران کی جاہ و جلال کو ہو بہو قلم بند کیا اور مغل دربار کی رسومات،تفریحات،تہواروں ،جلوسوں کی شان وشوکت اور تاریخی ماحول کو اپنی کہانیوں میں سمویا ۔ڈاکٹر جمیل جالبی رقمطراز ہیں :

''امتیاز علی تاج نے اس ڈرامے میں مغلیہ شان وشوکت اور آن بان پر توجہ دی ۔''[9]

ڈاکٹر محمود الہٰی اس ضمن میں لکھتے ہیں :

''اسٹیج ڈرامے میں راج محلوں ،شہنشاہوں ،شہزادوں کے قصے بھرے پڑے ہیں۔تاج کی نظرانتخاب بھی اس پر جم کے رہ گئی اوروہ اپنے قلم سے وہ کام نہ لے سکے جس کا وقت مطالبہ کررہا تھا ۔جس کی نظر میں اتنی گہرائی اور دور بینی ہو کہ وہ ماضی بعید کے معاشرے کو ہمارے سامنےلا کر رکھ دے اور جس کے قلم میں اتنا جادو ہو کہ وہ فکر و جذبہ پر چھا جائے ۔اگر وہ حال کے مسائل کو چھوتاتو اس صنف ادب کا حالی اور پریم چند ہوتا ۔تاج سے ہمیں ڈرامے کا فن ملا۔ادب و بلاغت کا سرچشمہ ملا لیکن اپنی زندگی کا کوئی نغمہ شادی یا نوحہ غم نہ ملا''۔[10]

فردوس انور قاضی اپنی کتاب اردو ادب کے افسانوی اسالیب میں ڈراما انارکلی کے بارے رقمطراز ہیں:

''یہ ڈراما مغلیہ سلطنت ، محلوں کی زندگی ،حکومت کے انداز ،غربت اور ریاست کے ٹکراو ٔسے پیدا ہونے والی اس زندگی کو پیش کرتا ہے جوماضی کا حصہ بن چکی ہے ۔''[11]

امتیاز علی تاج نے ہندوستانی تاریخ کو صفحۂ قرطاس پر منتقل کیا اور ہندوستان کی خوب صورت تصویر کشی اس انداز سے کی کہ سارا حسن وجمال قاری کی آنکھوں کو خیرہ کردیتا ہے۔انہوں نے ہندوستان کے متنوع رنگوں ،مختلف مناظر اور خاص طور پر محلوں کے اندر ہونے والی عیاشیوں کو بیان کیا ۔اس ڈرامے کو اگر فکری سطح پردیکھاجائے تویوں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں بیک وقت تہذیب،ثقافت،تاریخ،سیاست،موسیقی،ادب اور مذہب جیسے ان گنت موضوعات کا احاطہ کیا گیا ہے ۔برصغیر پاک و ہند کی قدیم اور جدید تہذیبوں کے مجموعی سماجی اور معاشرتی حقائق کے ساتھ ساتھ مقامی افراد کی نفسیات اور حالاتسےبھی پردہ اٹھایا گیا ہے۔ سیاسی،ثقافتی،نسلی ،سماجی اور طبقاتی اونچ نیچ سے متعلق لوگوں کی سوچ اور جذبات کوبھی فن کارانہ طریقے سے پیش کیا گیاہے۔ہندوستانی حیات اور معاشرت کو ذاتی تجربات کی روشنی میں اُجاگر کرنے کی بھی بھر پور کوشش کی گئی ہے۔امتیاز علی تاج ہندوستان کی ثقافت اور روحانی فضا سے کچھ اس طرح متاثر ہوئے کہ انہوں نے ان موضوعات کو اپنی تحریروں میں ایک نیا رنگ دیا۔اپنے ڈراموں میں انہوں نے ہندوستان کی بھر پور عکاسی کی اور ہندوستان کے متعلق تحریریں ہی ان کی پہچان بن گئیں۔انہوں نے ہندوستان کے محلے،تہوار،جنگلات،سرسبز کھیت اور معاشرے کے ہر طبقے سے تعلق رکھنے والے متنوع کردار وں کی بے شمار دلآویز تصویریں پیش کی ہیں ۔

ڈراما انارکلی کی ابتدا محل کی اندرونی منظر کشی سے ہوتی ہے۔پردہ اٹھنے کے بعد محل میں کنیزیں تفریحات اور خوش گپیوں میں مصروف نظر آتی ہے۔ان کنیزوں میں بعض اعلیٰ عہدوں پر فائز ہیں۔اعلیٰ عہدوں والی کنیزوں کا انتحاب بڑی احتیاط اور سوچ سمجھ کر کیا جاتا تھا کہ ان میں حاضر دماغی اور معاملہ فہمی کی صلاحیت بدرجۂ اتم موجود ہوتی تھی اور یہ کنیزیں حرم سرا کے ادب و آداب اور سلطنت کے بنیادی ڈھانچے سےواقف ہوتی تھیں۔اس میں پختہ حسن والی کنیز دلارام بھی ہے ۔جس کا کردار رقابت کے جذبے سے مغلوب عورت کی تمثیل ہے ۔

امتیاز علی تاج نے تاریخی پس منظر رکھنے کی وجہ سے ڈراما انارکلی میں ایسی فضا کی تشکیل کی جس میں قاری کھو جاتا ہے۔اکبر کاجاہ و جلال اور شان و

شوکت کا عہد زریں،انارکلی کا رنگین رومان اور معصومیت،مہا رانی کی ممتا اور پیار ،دلارام کی رقابت اور حسد کے جذبات کو احسن طریقے سے پیش کیا ۔ اس ڈرامے کی کوئی تاریخی حیثیت نہیں۔ ایک رومانی قصہ ہے لیکن اس میں اکبر کی تاریخی شخصیت ہے اور اس قصے کا پس منظر بھی مغلوں کی جاہ و جلال اور شاندار عہد کا آئینہ دار ہے۔انہوں نے اس قصے کو اس کے صحیح ماحول،جزئیات اور تفصیلات سے اس طرح ترتیب دیا کہ اس میں حقیقت کے خط و خال نظر آتے ہیں اور قارئین کو اس طرح اس ماحول میں گم کرتا ہے کہ جیسے وہ خود تمام واقعات کا عینی گواہ ہو ۔

امتیازعلی تاج نے ڈراما ورجینیا میں بھی سماجی مسائل کو پیش کیا ۔اس ڈرامے میں انہوں نے سماج کا اصل چہرہ دکھایا ۔اس ڈرامےمیں امیر کلاڈیس کا کردار طبقہ امرا کانمائندہ ہے اور اقتدارکو اپنی عیاشی کے لیے استعمال کرتا ہے اورورجینیس کی چہیتی بیٹی ورجینیا کو حراست میں لینے کی کوشش کرکے اسے تنگ کرکےاس سے کہتا ہے:

''کتنی نئی!کیسی تروتازہ!گھور مت ادھر سب سےالگ،انوکھی لذت کے کیاکیا اسرار اپنے اندر لیے ہوئے !''[12]

امتیاز علی تاج نے اس ڈرامے میں معاشرے کے گھناؤنے چہرے سے پردہ اٹھایا ہے۔غریب جوکہ ساری زندگی امیروں کی عزت کرتا ہے اور امیر اس کی عزت و ناموس کو اپنی تسکین کے لیے پل بھر میں خاک میں ملانے کی کوشش کرتا ہے۔اس ڈرامے میں خوشامدی مارکس کے نام کا ایک کردار بھی ہے جو اپنے فائدے کے لیے ہر برا کام کر گزرتا ہے۔ اور ورجینیا کو حراست میں لینے کے لیے جھوٹے دعوے کرتا ہےکہ یہ لڑکی کلاڈیس کی کنیزاورخانہ زادہے۔تو میری ہے اور میں تجھے لے کر رہوں گا۔[13]ورجینیس نے غیرت و ناموس کی خاطر اپنی بیٹی کی زندگی کا چراغ بجھا دیا ۔

امتیاز علی تاج کا شمار جدید ڈراما نگاروں میں ہوتا ہے ۔وہ ایسے تخلیق کار ہیں جن کی تحریریں کسی قوم،تہذیب یا مذہب کے لیے نہیں بلکہ انہوں نے جغرافیائی حد بندیوں سے بالاتر ہوکر خالصتاًانسانی نقطۂ نظر سے زندگی کے مسائل پر غور کیا۔یہی وجہ ہے کہ زندگی کے تلخ حقائق انسان دوستانہ انداز سے ان کے کرداروں میں بے نقاب ہیں ۔سماج کی وہ تلخیاں جو ایک رومانوی فن کار کو انفرادیت ،داخلیت اور باطنیت عطا کرتی ہیں وہی امتیاز علی تاج میں احساس شکست ،درد و کرب اور مایوسی

و محرومی بھی پیدا کردیتی ہیں۔اپنے خیال کی رعنائیوں اور دوسری طرف سماج کی بد نما ئیوں پر جب ان کی نظر پڑتی ہے تو انہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ اسے کچھ نہیں ملا۔جس دنیا کو وہ بہشت زار سمجھتا تھا وہ دراصل جہنم ہے ۔یوں انہیں دانشورانہ کرب سے دوچار ہونا پڑتا ہے ۔ اس کرب میں وہ لذت محسوس کرتا ہے یہاں تک کہ موت کی آرزو کرتاہے ۔

انہوں نے اپنے ڈراموں میں بہت سے کردار پیش کئے جو حقیقت سے قریب تر نظر آتے ہیں۔یہ کردار حقیقی زندگی کے جیتے جاگتےنمونےہیں ۔کہانی میں پیش آنے والے واقعات کے مطابق یہ کردار ارتقا کے مراحل سے گزرتے ہیں۔جس ماحول میں امتیازعلی تاج کا بڑا حصہ گزرا تو انہوں نے اس دور اور ماحول کے افراد کی نفسیات کا گہرا مشاہدہ کرکے سچے اور حقیقت سےقریب ترکرداروں کو پیش کیا۔امیر،غریب،ایجنٹ،دربان،میاں، بیوی،بادشاہ ،نوکر کی جو تصویریں امتیاز علی تاج نے پیش کیں وہ ان کے گہرے مشاہدے اور حقیقت پسندی کی وجہ سے زندگی کی حرارت سے معمور نظر آتی ہیں ۔

ڈراما ''تلی پھٹ گئی'' انہوں نے جنگ عظیم اول کے زمانے میں لکھا ۔اس ڈرامے میں انہوں نے سرمایہ دارنہ قوتوں کی شاطرانہ فطرت کی عکاسی کی ہے ۔ ان سرمایہ داروں میں انگریز سیاستدان شامل ہیں جن کو غریب ہندوستانیوں کے مسائل میں کوئی دلچسپی نہیں لیکن صرف اپنی تجوریاں بھرنے اور اپنی سیاسی قوت کو بڑھاوادینے کے لیے غریبوں کی مجبوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔ برطانوی استعمار غریب ہندوستانیوں کواپنی جنگی حکمت عملی کے نتیجے میں جنگوں کا ایندھن بننے پر مجبور کرتا ہے ۔

امتیاز علی تاج کا ڈراما انارکلی جاگیر دارانہ عہد کی معاشرت اور اقدار اور روایات کا مرقع ہے ۔اس ڈرامے میں پیش کردہ تہذیبی فضا خاصہندوستان کی تہذیبی فضا ہے جوطبقہ اشرافیہ کی تہذیبی اقدار اور معیارات کا احاطہ کرتی ہے۔یہ طبقہ اپنی طرز معاشرت،نظام ریاست اور اقدار اور روایات کے سلسلے میں تعصب اور تفریق کو فوقیت دیتا ہے۔اس ڈرامے میں ہندوستان کی ثقافتی فضا کو وسیع تاریخی تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔

ان کے ڈراموں کے تفصیلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ تاج صاحب کی تحریروں میں مختلف فرقوں کی مکمل تصویر بھی نظر آتی ہے اور ہندوستان کا پورا معاشرہ قاری کے تخیل پر تمام رنگوں سمیت جلوہ گر ہوتا ہے ۔ان کے ڈراموں کو پڑھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ بھر پور عصری شعور رکھتے ہیں ، جو قدم قدم پر ان کی رہنمائی کرتا ہے ۔مجموعی طور پر ان کے ڈراموں میں کلاسیکی ادب کا سا وقار جھلکتا ہے ۔

## حوالہ جات


1. جمیل جالبی ،ڈاکٹر،ارسطو سے ایلیٹ تک ،ایجوکیشن پبلشنگ ہاوس ،طبع اول جون ۱۹۷۷ء، ص نمبر ۴۵
2. امتیاز علی تاج ،انار کلی، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ،۲۰۱۲ ص نمبر ۴۵
3. امتیاز علی تاج ، مرتبہ ، سلیم ملک، ڈاکٹر، امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے ، پنجاب یونیورسٹی لاہور ۲۰۰۴ ص نمبر ۳۹۸
4. امتیاز علی تاج ،انار کلی، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ،۲۰۱۲ ص نمبر۴۱
5. خلیل الرب ،تدریس تاریخ نظریات ،اصول اور طریقے ،ترقی اردو بیورو نئی دہلی،س-ن ،ص نمبر ۲۰
6. سلیم ملک،ڈاکٹر، امتیاز علی تاج شخصیت اور فن ،سیکٹری جنر ل مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ۲۰۰۳،ص نمبر ۳۸۵
7. امتیاز علی تاج ،دیباچہ انار کلی، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور ،۲۰۱۲
8. فرمان فتح پوری ،اردو نثر کا فنی ارتقاءایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس ،دہلی ،۲۰۱۳ ،ص نمبر ۱۷۶
9. جمیل جالبی ، ڈاکٹر ،تاریخ ادب اردو ،ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس دہلی ،طبع اول۱۹۷۷ ص نمبر ۵۶۹
10. محمود الہی ، ڈاکٹر ،بازیافت ،ص نمبر ۸۷ مطبوعہ دانش محل لکھنو ،بارا دل ،دسمبر ۱۹۶۵
11. فردوس انور قاضی،پروفیسر ڈاکٹر،اردو ادب کے افسانوی اسالیب ،اسلام آباد ہائیر ایجوکیشن کمیشن،۲۰۰۷،ص نمبر۳۱۲
12. امتیاز علی تاج ،مرتبہ ، سلیم ملک، ڈاکٹر ،امتیاز علی تاج کے یک بابی ڈرامے ، پنجاب یونیورسٹی لاہور ۲۰۰۴ ،ص نمبر۴۶۳
13. ایضاً،ص نمبر ۴۶۵

# References


1. JameelJalbi,Dr,ArastoSyElitTak,Education Publishing House,TabaAwal June 1988,45
2. Imtiaz Ali Taj,AnarKali,SngeMeel Publication Lahore, 2012, 45
3. Imtiaz Ali Taj,Muratba,Saleem Malik Dr,Imtiaz Ali Taj Kay Yak BabiDramy,Punjab University Lahore, 2003, 398
4. Imtiaz Ali Taj,Anarkli,SngeMeel Publication Lahore, 2012, 41
5. KhaleelUrRab,TadreesTarekh,AsoolAwrTareeqy,Taraqi Urdu BeauruNaeDehli San Nadart,20
6. SaleemMalik,Dr,Imtiaz Ali Taj Shakhsiyat Aur Fan, Sectary General Maghrbi Pakistan Urdu Acadmy, 2003,385
7. Imtiaz Ali Taj,DibachaAnarkali,SangeMeel Publications Lahore,2012
8. Farman Fatah Pori,UrduNasarKaFaniIrtiqa, Educational Publishing House Dehli,2013, 176
9. JameelJalbi,Dr,TareekhAdabUrdu,Educationl Publishing House Dehli Taba Awwal 1977, 569
10. MehmoodElahi,Dr,Bazyaft,87,MatboaDanish MahalLakhno, Bara Dil, December 1965
11. Firdose Anwar Qazi,ProfessorDr,UrduAdab Ke Afsanwe Asaleeb, Islam Abad,Higher Education Commission 2008,312
12. Imtiaz Ali Taj,Muratba,SaleemMalik,DrImtiaz Ali Taj K Yak BabiDramy,Panjab University Lahore 2004, 463
13. Ezan465